# دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ!

محمد یاسر حبیب

جناب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے حوالے سے اب تک اتنا کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے، کہ ملک عزیز میں رہنے والا ہر شخص محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو اپنے لیے باعثِ نجات سمجھتا ہے۔ اسلام دشمن قوتوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اسلام، شعائرِ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے رہیں اسی لیے معاندین اسلام ہر وقت اپنے اس محبوب مشغلے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ اس قدر نازک اور حساس ہے کہ اس مسئلہ کی حساسیت سے غیر مسلم اقوام بھی واقف ہیں، لیکن اس کے باوجود کچھ بدبخت اپنے انجام کو مزید خراب کرنے کے لیے اس طرح کی نازیبا حرکتیں کرتے رہے ہیں، جس کی وجہ سے تمام عالمِ اسلام کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، اسی کے ساتھ ہی وہ قوتیں اور لادین عناصر جن کی رگوں میں ازل سے ہی اسلام دشمنی دوڑ رہی ہے وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کے لیے اس طرح کے اوچھے ہتھکنڈوں کو استعمال کر کے ایسے عناصر کی پشت پناہی کرتی ہیں تاکہ مسلمانوں کے عقیدے کی اساس پر ڈاکہ ڈالا جا سکے اور اس پر مستزاد یہ کہ اگر مسلمان معاندین اسلام کی ان حرکتوں پر پُر امن احتجاج بھی کریں تو ان مسلمانوں کو تنگ نظری کا طعنہ دیا جاتا ہے اور بعض مغرب نواز اہلِ قلم اپنے مضامین کے ذریعہ مسلمانوں کو روشن خیالی کا درس دینا شروع کر دیتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں ختم نبوت کے حوالہ سے اٹھنے والی بیداری کی لہر اور علمائے اہل حق کا احساس ذمہ داری اور ان کی قربانیوں اور مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں ۱۹۵۳، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شیطانی ذریت کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا گیا بلکہ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے ان گستاخان نبوت کی منہ میں لگام بھی ڈال دی گئی تاکہ آئندہ کوئی دریدہ دہن کائنات کی محبوب ترین ہستی کی شان میں گستاخی کی جرأت نہ کر سکے۔ اس قانون کے نفاذ سے جہاں قادیانیت پر براہِ راست ضرب پڑی وہیں اسلام دشمن قوتیں اور ان کی آلۂ کار تمام طاقتوں کے مکروہ عزائم بھی بے نقاب ہو گئے جو بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو گئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے تھے لیکن درحقیقت وہ عداوتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بغض میں جل رہے تھے، چنانچہ اس قانون کے نفاذ کے بعد سے

لے کر اب تک ان تمام کا مطالبہ اور مشن یہی ہے کہ کسی طرح اس قانون توہینِ رسالت کا خاتمہ کروایا جا سکے۔

ملک عزیز پاکستان میں اس مسئلہ نے زور اس وقت پکڑا۔ جب ۱۹۷۲ء کے آخر میں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر کالج کے چند نوجوانوں کو ان قادیانیوں نے وحشیانہ طریقہ سے تشدد کا نشانہ بنایا، اس وقت اس تحریک کی ابتداء ہوئی اور پھر اس تحریک نے زور پکڑا اور سینکڑوں گرفتاریوں اور بے شمار شہادتوں کے بعد قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ ساز رکن اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے دیا اور انہیں اقلیتوں کے مساوی حقوق دے دیے گئے۔ اس اسمبلی میں قادیانیوں کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا، جس میں قادیانیوں کی طرف سے پیش ہونے والے مرزا ناصر نے باون گھنٹوں تک اپنا تفصیلی موقف اسمبلی کو سنایا، اسمبلی کے اسی سیشن کے دوران قادیانیوں کی طرف سے موقف پیش کرنے والے دونوں افراد سے جب یہ سوال کیا گیا کہ جو لوگ آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ'' ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے جو ہمیں کافر کہتے ہیں۔'' چنانچہ یہی وہ وجہ تھی جس کی بنیاد پر ان قادیانیوں کے ایک رکن اور اس وقت پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور جس وقت قائداعظم کا جنازہ پڑھا جا رہا تھا، اس وقت قادیانیوں کے یہ افراد باہر بیٹھے ہوئے تھے۔

اگرچہ ختمِ نبوت پر ڈاکہ لگانے والے یہ افراد پہلے نہیں تھے، بلکہ امام الانبیاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی آخری ایام میں اسود عنسی جیسے بدبخت نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا جس کی سرکوبی کے لیے امام المجاہدین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جنہوں نے گستاخ نبی کو اپنے حقیقی انجام سے دوچار کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں منکرینِ ختم نبوت کا قلع قمع کیا گیا اور دورِ حاضر تک مسلمانوں نے جناب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کوئی آنچ نہیں آنے دی، بلکہ جب کبھی کسی نے بھی رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی اسے جانثارانِ ختم نبوت نے ناکام بنا دیا اور دنیائے کفر کو یہ پیغام دیا:

کی محمد سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

پچھلے دنوں قادیانیوں کے دو معبدوں پر ہونے والے حملوں کے بعد قادیانیوں کی حمایت میں ان کی نام نہاد مظلومیت کا واویلا کرنے کا فریضہ کچھ ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے سنبھال لیا ہے اور میڈیا میں موجود بعض ایسے افراد ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں، جس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو عوام کے سامنے مظلوم بنا کر پیش کر کے بھولے بھالے معصوم عوام کو ورغلا کر قادیانیوں کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، خدشہ یہی ہے کہ ان حملوں کی آڑ لے کر ایک بار پھر کچھ مخصوص لابیاں مغربی ایجنڈے کی تکمیل میں سرگرداں ہو چکی ہے، جن کا مقصد قادیانیوں کے حوالے سے موجود آئین میں ترامیم لانا ہے۔

بعض مقتدر حلقوں کی جانب سے ان شکوک وشبہات کا بھی اظہار کیا جا رہا ہے کہ پہلے مرحلے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کیا جائے گا اور پھر اگلے مرحلے میں قادیانیوں کا فرقرار دیے جانے کا قانون بھی ختم کر دیا جائے گا۔ افسانوں کو حقیقت کا روپ دینے والے ٹی وی کے چند نام نہاد دانشور اور پرنٹ میڈیا کے بعض متعصب کالم نویسوں نے بھی اپنی مہم جوئی کا آغاز کر دیا ہے، اور اس سلسلے میں گذشتہ چند دنوں میں شائع ہونے والے کالموں سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

جن میں سے روزنامہ جنگ کے کالم نویس نذیر ناجی کا کالم ''یوم تکبیر، یوم تکفیر'' کے عنوان سے ۳۰ مئی ۲۰۱۰ء کو ''جنگ'' کے ادارتی صفحے پر شائع ہوا۔

اس کالم کے بعض اقتباسات ملاحظہ ہوں چنانچہ نذیر ناجی اپنے کالم ''یومِ تکبیر، یومِ تکفیر میں لکھتے ہیں کہ :

> ''قائداعظم نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد ساری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، آج کے بعد آپ سب پاکستانی ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔ اس بنیادی نکتے پر قوموں کے وجود اور بقاء کا انحصار ہوتا ہے۔ مگر ہم نے اسے روزِ اول سے ہی فراموش کر دیا، اور پاکستانی شہریت کے حقوق سب سے پہلے جن بدنصیبوں سے چھیننے کی ابتداء ہوئی، وہ احمدی ہی تھے۔ ان خلاف چلائی گئی تحریک کا نعرہ بظاہر ختمِ نبوت تھا لیکن اصل مقاصد کچھ اور تھے۔ میری عمر اس وقت سولہ سال تھی۔ وہی عمر جو 28 مئی کو پکڑے جانے والے دہشت گرد کی ہے۔ میں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، گرفتار ہوا۔ جھنگ سے لائیلپور اور لائیلپور سے لاہور کیمپ جیل میں رکھا گیا اور تین ماہ کی نظر بندی مکمل ہونے پر رہائی ملی۔ تب تحریک کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ ہوش سنبھالا تو پتہ چلا یہ تحریک درحقیقت کشمکش اقتدار کا حصہ تھی۔ اور پنجاب کی سیاسی قیادت نے مرکزی حکومت کو ہٹانے کے لیے اس نعرے کا استعمال کیا۔''

آگے چل کر جناب نذیر ناجی لکھتے ہیں :

> ''بھٹو صاحب کے دور میں یہ تحریک ایک بار پھر سیاسی مقاصد کے لیے چلائی گئی۔ اس وقت مذہب کو سیاست کے لیے استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہو چکے تھے، بھٹو صاحب ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور آئین میں ترمیم کر کے احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔''

جناب نذیر ناجی کا یہ کالم اگر قادیانی گروہ سے اظہار ہمدردی کی بنیاد پر مبنی ہوتا تو تشویش کی بات نہ ہوتی اور ہمارا حسن ظن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ''ظنوا المؤمنین خیراً '' (مومنوں سے اچھا گمان رکھو) کے مطابق یہی ہے کہ نذیر ناجی صاحب بھی قادیانی گروہ کے مکروفریب اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ختمِ نبوت کا انکار کرنے کے حوالوں سے بخوبی واقف ہوں گے لیکن بظاہر موصوف کے کالم یہ تاثر ملتا ہے کہ معاذ اللہ مسلمانوں نے اپنے نبی کی ناموسِ رسالت کا دفاع آج تک صرف اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ہی کیا ہے۔ بقول ان کے بھٹو صاحب کے دور میں مذہب کو سیاست کے نام پر استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہو چکے تھے۔ لہٰذا بھٹو صاحب اتنے طاقتور گروہ کا مقابلہ نہ کر سکے اور اسی بنیاد پر قادیانیوں کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اگر موصوف کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دی جانے والی قومی اسمبلی کے وہ تمام اراکین جنہوں نے اس بل کی حمایت میں ووٹ دیا تھا، ان کی حیثیت مشکوک ہو جائے گی

اور ہمارے خیال کے مطابق مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد آقائے نام دار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو دنیا کے حقیر سے فوائد کے لیے استعمال نہیں کرسکتی، مزید برآں موصوف کے علم میں یہ بات بھی ہوگی کہ قادیانی جماعت کے اس گروہ کا تعاقب ہندوستان کے ان جید اور نامور علماء کرام نے بھی کیا جن کے پیش نظر کوئی سیاسی مقاصد نہ تھے اور نہ ہی ان علماء نے برصغیر ہند میں کوئی سیاسی عہدہ حاصل کیا، موصوف کے علم میں یہ بات بھی بخوبی ہوگی کہ پاکستان کی تحریکِ ختم نبوت کے تینوں مراحل میں ایسے علماء کی کثیر تعداد موجود تھی جو باوجود مختلف مسالک سے تعلق رکھنے کے اس مسئلے پر مجتمع ہوئے اور عوام الناس کے سامنے قادیانیوں کے مکر وفریب کو بے نقاب کیا اور دلیل و برہان ساتھ اس فرقے کا تعاقب کیا۔ آخر اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام علماء نے بعد میں کیا سیاسی عہدے حاصل کیے؟

آگے چل کر نذیر ناجی صاحب لکھتے ہیں کہ :

> ''چند روز پہلے سے انٹرنیٹ پر گستاخانہ خاکوں کے خلاف زبردست احتجاجی مہم چل رہی تھی۔ جب ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلمانوں کے جذبات بے قابو ہونے کے امکانات ہوں تو پاکستان کی ہر انتظامیہ سمجھ لیتی ہے کہ ان بھڑکے ہوئے جذبات کا رخ احمدیوں کی طرف آسانی سے موڑا جاسکتا ہے۔''

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ موصوف کا یہ خیال آخر کس مفروضہ پر مبنی ہے، حالانکہ اس سے قبل بھی گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے موقع پر بالخصوص پاکستان اور دنیا بھر کے بیسیوں ممالک میں احتجاج ہوئے لیکن ان تمام احتجاجوں کے باوجود کسی بھی اخبار میں یہ خبر شائع نہیں ہوئی کہ مسلمانوں نے بلاوجہ کسی بھی ایک قادیانی فرد کے ساتھ زیادتی کی ہو یا ان کی املاک کو نقصان پہنچایا ہو، باقی رہی انتظامیہ کی بات تو اس سلسلے میں روزنامہ امت میں ان قادیانیوں کے حوالہ سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جو بروز اتوار مؤرخہ ۳۰ رمئی ۲۰۱۰ء کو شائع ہوئی، اس رپورٹ میں جہاں بہت سارے حقائق کو طشت از بام کیا گیا، وہیں اس گروہ کے متعلق بعض ایسے چشم کشا انکشافات بھی کیے گئے ہیں اور سوالات اٹھائے گئے ہیں جن کے جوابات تاحال دستیاب نہیں ہوسکے، چنانچہ اس رپورٹ کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں :

> ''سرکاری ذرائع کے مطابق قادیانی جماعت نے مقامی انتظامیہ کو نہ صرف یہ کہ آج تک شہر میں اپنے مراکز کی تعداد اور محل وقوع کے بارے میں آگاہ رکھنا ضروری نہیں سمجھا ہے بلکہ اپنے اہم اور حساس ترین مراکز کے بارے میں اب تک کوئی تفصیل فراہم نہیں کی ہے۔ سیکورٹی ذرائع کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کے خفیہ مراکز کی وجہ سے ہی سرکاری اداروں کو مشکلات کا سامنا ہے کیوں کہ وہ ان کی حفاظت سے قاصر ہیں۔''

''امت'' میں شائع ہونے والی اس رپورٹ میں ایک سابق صوبائی مشیر مذہبی امور کے حوالہ سے یہ کہنا ہے کہ :

> ''صوبائی حکومت کے ایک سابق مشیر مذہبی امور نے ''امت'' کو بتایا کہ یہ بات ان کے ذاتی تجربے کی ہے کہ قادیانی جماعت صوبائی حکومت یا قانون نافذ کرنے والے اداروں سے اس طرح تعاون نہیں کرتے جس طرح دیگر مذہبی اقلیتیں کرتی ہیں۔''

اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ لاہور میں قادیانیوں کے چالیس سے زائد مراکز قائم ہیں، پولیس یا حکومت کے پاس ان کے بارے میں کوئی ڈیٹا موجود نہیں اور قادیانی جماعت بھی اس سلسلے میں تعاون کرنے پر تیار

نہیں، اور نہ ہی حکام کو وہ سی سی ٹی وی فوٹیج دی جارہی ہے جس کے ذریعے سے دہشت گردوں کو پکڑا جا سکے، حالانکہ اگر یہ فوٹیج متعلقہ اداروں کے ہاتھ بروقت آجاتی تو تمام تر حملہ آوروں کی پہچان ممکن ہو سکتی تھی اور تحقیقات کے حوالے سے جلد سے جلد مثبت پیش رفت ہو سکتی تھیں، آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی جماعت متعلقہ حکام کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار نہیں؟ یہاں پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت اپنے مراکز کے بارے میں اس قدر حساس کیوں ہے؟ آخر کس وجہ سے ان مراکز تک متعلقہ حکام کی رسائی ممکن نہیں ہے؟

یہ تمام سوالات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی مشکوک سرگرمیاں اور متعلقہ حکام کو اپنے معبدوں تک رسائی نہ دینا، اور اپنے مراکز کو خفیہ رکھنا، آخر کسی وجہ سے ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایجنسیاں جو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتیں، انہوں نے ۲۸ مئی کو قادیانیوں پر حملہ کرایا ہو، جس کا مقصد پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنا ہو اور اس بات کے بھی کافی شواہد موجود ہیں پاکستان کے خلاف بیک وقت کئی ایجنسیاں ایسی ہیں جو سازشیں کرتی آئی ہیں، ان ایجنسیوں میں بھارتی ایجنسی راء، امریکی کمپنی بلیک واٹر، اسرائیلی ایجنسی موساد اور دیگر کئی ایجنسیاں باقاعدہ ملوث ہیں جس کے متعلق اخبارات میں آئے روز خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں اور پاکستانی ایجنسیوں کے پاس ایسے کئی شواہد موجود ہیں جن میں پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں مذکورہ بالا ایجنسیاں ملوث رہی ہیں خواہ وہ لاہور کی مون مارکیٹ کا سانحہ ہو یا لیبرٹی چوک پر سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر ہونے والا حملہ ہو یا پشاور اور مردان کی مارکیٹوں میں ہونے والے دھماکے ہوں، دہشت گردی کے ان تمام واقعات میں اب تک پاکستان کی مخالف ایجنسیوں کے ملوث ہونے کے واضح شواہد ایجنسیوں کے پاس موجود ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ پاکستان کی انتظامیہ ناموسِ رسالت پر بھڑکنے والے احتجاج کو احمدیوں کے خلاف استعمال کرتی ہیں قطعی طور پر بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔

بالفرضِ محال جناب نذیر ناجی صاحب کے ان تمام مفروضوں کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو موصوف کے ماضی کے کالموں سے واقفیت رکھنے والے کسی بھی صاحبِ بصیرت شخص کے لیے یہ سمجھنا اور فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوگا کہ موصوف کا قلم اور خیالات موسموں کی طرح بدلتے رہتے ہیں، ابھی تھوڑے ہی عرصے پہلے کی بات ہے جب مسندِ اقتدار پر براجمان ایک آمر تھا، تب انہی موصوف کا قلم اس فوجی آمر کی تعریف میں رواں دواں تھا لیکن اس فوجی آمر کے کرسی سے اترتے ہی موصوف کا یہ قلم اس فوجی ڈکٹیٹر کے خلاف استعمال ہونے لگا اور تادمِ تحریر استعمال ہو رہا ہے لہٰذا ہم اتنا ہی کہیں گے کہ :

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کیجئے
ہم نے عرض کیا تو شکایت ہوگی

آخر میں اتنا ضرور عرض ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دی گئی جان اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملنے والے ایمان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ موصوف کا قلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے دفاع میں استعمال ہوتا ہے، لیکن ایں سعادت بزور بازو نیست!